حصولِ علم

کا مقصد اور اس کا طریقہ

حضرت اقدس مولانا **محمد سلیم دھورات صاحب** دامت برکاتہم

بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

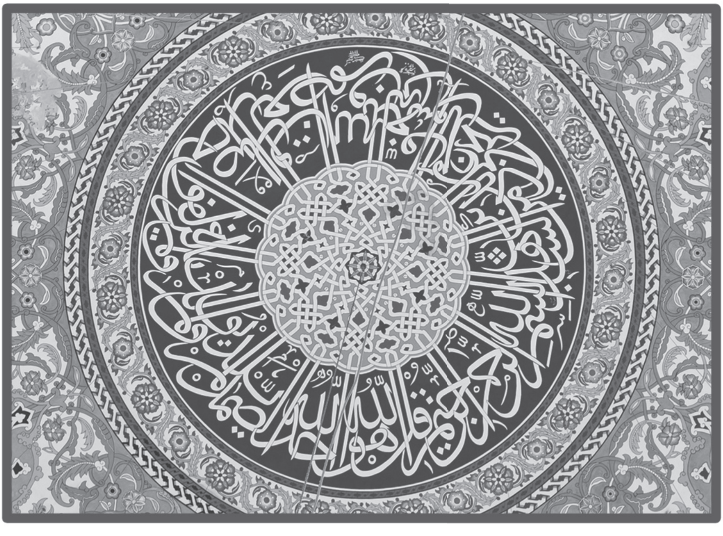

at-tazkiyah

PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK

e-mail: publications@at-tazkiyah.com

www.at-tazkiyah.com

.... تفصیلات ....

کتاب کا نام	:	حصولِ علم کا مقصد اور اس کا طریقہ
صاحبِ وعظ	:	حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	شوال ۱۴۳۴ھ - اگست ۲۰۱۳ء
مقامِ وعظ	:	جامعہ ریاض العلوم، اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے
تقریب	:	طالبینِ علم کے ساتھ مذاکرہ
ناشر	:	دارالتزکیہ، لیسٹر، یو کے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

.... ملنے کے پتے ....

Europe:

Islāmic Da'wah Academy, 120 Melbourne Road, Leicester. LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440 e: info@idauk.org

Al-Hudā Academy (Former Lilian Hamer House), Deane Road, Bolton. BL3 5NR. UK.
t: +44 (0)1204 656100 e: info@alhuda-academy.org.uk

At Taqwā Academy, 104 - 106 Ley Street, Ilford. IG1 4BX. UK.
t: +44 (0)20 3603 8464 e: info@attaqwa.org

Africa:

Al Falāh Academy, PO Box 31172, Lusaka, Zambia.
t: +26 0979236673 e: info@alfalah-academy.org

Caribbean/N. America:

Islāmic Academy of Barbados, PO Box 830E, St. Michael, Barbados.
t: +1 2464356563 e: info@iabds.org

Canada:

Rawdhatul 'Ilm Academy, 12375 72a Avenue, Surrey, BC, V3W 9J6. Canada.
t: +1 7785521354 e: riacanada@outlook.com

فہرست

حصولِ علم کا مقصد اور اس کا طریقہ ۵
نعمتِ عظمیٰ پر مبارک باد ۵
بنیادی چیز اخلاص ہے ۶
نیت کیا ہونی چاہیے؟ ۷
ایک ہی غرض: رضائے الٰہی ۷
تین مراحل ۷
جتنا خلوص اُتنی ترقی ۸
مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب ملفوظ ۸
اخلاص کے ساتھ محنت بھی شرط ہے ۹
قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰
قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا درس میں حاضری کا بے مثال اہتمام ۱۱
معلّمین و معلّمات کے لئے دعوتِ فکر ۱۲
شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طلبِ علم کے لئے مشقت اور قربانی ۱۲
طالبِ علمی میں ایثار کا جذبہ ۱۳
طالبِ علمی میں زہد اور تعفّف ۱۳
طالبِ علمی میں ہمدردی اور سخاوت ۱۴
حصولِ علم کی خاطر اپنی مرضی کو فنا کرو ۱۵
وقت کی پابندی اور دل و دماغ کے ساتھ حاضر رہنا ۱۵
علمی استغناء سے پرہیز اور تکرار و مذاکرہ کی اہمیّت ۱۶

ایک بادشاہ کو پوری ہدایہ یاد تھی ۱۷
قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی حیرت انگیز محنت ۱۸
قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ ۱۸
محنت میں سب کچھ آ گیا ۱۹
مدرسے کے قوانین کے بارے میں قاری صدیق باندوی رحمۃ اللہ علیہ کا قیمتی ملفوظ ۱۹
اخلاص کے ساتھ محنت کر کے تو دیکھو ۲۰
گفتگو کا خلاصہ ۲۰
نقصانِ عظیم ۲۱
دعا ۲۱

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ ان کو درجوں میں بلند کرے گا۔ (المجادلة: ۱۱)

حصولِ علم کا مقصد اور اس کا طریقہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ،أَمَّا بَعْدُ:

نعمتِ عظمیٰ پر مبارک باد

اللہ تعالیٰ شانہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں علم کے ساتھ وابستگی عطا فرمائی، علم کو پڑھنے اور پڑھانے کا شوق عطا فرمایا، اس کی رغبت عطا فرمائی، شعبان میں ہم سب اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے اور تقریباً چھ ہفتے مدرسے کے نظام سے ہٹ کر اپنی مرضی سے آزادی کے ساتھ جس طرح وقت گزارنا چاہا گزارا، بہت سے وہ ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ شانہ کی توفیق سے اپنی چھٹیوں کے ایام بھی اچھی طرح گزارتے ہیں، اور کچھ وہ بھی ہوتے ہیں جن کی چھٹیاں لایعنی اور معاصی میں، سستی اور کاہلی کے ساتھ گزر جاتی ہیں۔ چھ ہفتے مدرسے سے دور رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے دوبارہ یہاں آنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، کچھ لوگ چھٹیوں میں پھسل جاتے ہیں، کچھ لوگ آنے کے بعد بھی شروع سال میں پھسل جاتے ہیں، کچھ لوگ درمیانی سال میں پھسل جاتے ہیں، شیطان طرح طرح کے وساوس ڈالتا ہے کہ کھانا اچھا نہیں ہے، رہنا اچھا نہیں ہے، کلاس کے ساتھی اچھے نہیں ہیں، کمرے کے ساتھی اچھے نہیں ہیں، timetable (نظام الاوقات) بہت مشکل ہے، اردو سیکھنا مشکل ہے، عربی سیکھنا مشکل ہے، اساتذہ کے ساتھ compatibility (مناسبت) نہیں ہے، مدرسہ گھر سے بہت دور ہے، میری ماں گھر میں اکیلی ہیں، والد اکیلے ہیں، بھائی بہن بگڑ جائیں گے، شیطان طرح طرح کے خیالات پیدا کرتا ہے اور کچھ لوگ

ان وساوس کے نتیجے میں پھسل جاتے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ انہوں نے ہمیں پھسلنے سے بچایا اور ہمیں توفیق عطا فرمائی اور ہم اپنی مادرِ علمی میں پھر آ گئے، اپنے اساتذہ کی گود میں پھر پہنچ گئے، اس عزم کے ساتھ کہ ایک اور سال پڑھنا ہے اور پڑھتے رہنا ہے جب تک تعلیم مکمل نہ کرلیں اور اس کے بعد اسی کام میں لگے رہنا ہے جب تک روح نہ نکلے، میں آپ سب طالبینِ علمِ نبوت کو اس نعمتِ عظمیٰ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی اور تمام اساتذہ کی جانب سے مرحبا کہتا ہوں۔

بنیادی چیز اخلاص ہے

ہمارے لئے بنیادی چیز اخلاص ہے، یہ ایسی چیز ہے جس کی ہر جگہ ضرورت پڑتی ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ[1]

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح البخاری میں سب سے پہلے اسی حدیث کو ذکر کیا ہے، صاحبِ مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی حدیث کو پہلے ذکر کیا ہے، شارحین فرماتے ہیں کہ دونوں حضرات خود اپنے آپ کو، پڑھنے پڑھانے والوں کو اس بات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ لکھنا، پڑھنا، پڑھانا، یہ سب اُس وقت مفید ہوگا جبکہ نیت اچھی ہوگی۔[2]

---

[1] صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی، ح(۱)

[2] مرقاۃ المفاتیح:۱/۹۲، انعام الباری:۱/۱۷۹

نیت کیا ہونی چاہئے؟

نیت کیا ہونی چاہئے؟ نیت ہونی چاہئے رضائے الٰہی کے حصول کی، تفصیل اس کی یہ ہے کہ میں علم اس لئے حاصل کر رہا ہوں تاکہ مجھے پتا چل جائے کہ میرا خالق اور مالک کس بات سے راضی ہوتا ہے اور کس بات سے ناراض، جس بات سے راضی ہوتا ہے اس کو میں کروں گا، جس بات سے ناراض ہوتا ہے اس سے بچوں گا، اور یہ جان لینے کے بعد صرف عمل کرنے پر اکتفاء نہیں کروں گا بلکہ دوسروں کو بھی بتاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتے ہیں، ان باتوں سے ناراض، اور کوشش کروں گا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کاموں سے بچ جائیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے کاموں کو کرنے لگیں، جب میں یہ کام کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوگا۔

ایک ہی غرض: رضائے الٰہی

طالبِ علمی کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ راضی ہوگا کہ میرا بندہ میری رضا کو معلوم کرنے کے لئے پڑھ رہا ہے، اس کا ultimate aim (انتہائی مقصد) یہی ہے کہ مجھے راضی کرے، پھر اس پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور راضی ہوگا، دوسروں کو عمل کروائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور راضی ہوگا، بس طلبِ علم اور حصولِ علم کا صرف یہی ایک مقصد ہونا چاہئے، یہی ایک غرض ہونی چاہئے، یہی ایک نیت۔

تین مراحل

پہلا مرحلہ کیا ہے؟ میں علم اس لئے حاصل کر رہا ہوں تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض، اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ ہے

کہ اس علم پر عمل کروں گا، جیسے جیسے معلوم ہوتا جائے گا عمل کرتا چلا جاؤں گا، اور اس کے بعد تیسرا اور آخری مرحلہ یہ ہے کہ میرے دوسرے جو مسلمان اور انسانی بھائی بہن ہیں ان کو بھی سکھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ اِن باتوں سے راضی ہوتا ہے اِن باتوں سے ناراض اور پھر اِن پر عمل کراؤں گا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف تعلیم وتعلّم پر اکتفاء نہیں کرتے تھے، بلکہ عمل بھی کرواتے تھے، ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾[1] کا یہی معنی ہے کہ سکھاتے بھی تھے اور تزکیہ کے ذریعہ عمل پر بھی لاتے تھے، تو اخلاص ہمارے لئے بنیادی چیز ہے۔

جتنا خلوص اُتنی ترقی

اخلاص کے ساتھ محنت بھی چاہئے، اخلاص ہر چیز میں ضروری ہے، نیت کو ٹٹولتا رہے، نیت کو دیکھتا رہے، ایسا خیال نہیں آنا چاہئے کہ میں بہت بڑا عالم بن جاؤں گا، شہرت ملے گی، لوگ پیچھے چلیں گے، واہ واہ کریں گے، following (حلقہ) ہوگا، بیانات کروں گا، کانفرنسوں میں جاؤں گا، یہ ساری تفصیل اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے، ہمیں تو اجمال چاہئے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے علم کی خدمت کے لئے قبول فرمالے، بس اللہ سے یہ دعا کرو، اے اللہ! ہمیں اپنے علم کے لئے قبول فرمالے، اپنا بنالے اور اپنے کام میں لگادے، اپنے اخلاص کو check (چیک) کرتا رہے اور دعا بھی کرتا رہے کہ اے اللہ! میری نیت کو خالص کردیجئے، نیت جتنی خالص ہوگی اتنی ہی ترقی ہوگی۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب ملفوظ

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اخلاص کے ساتھ

---

[1] البقرۃ: ۱۲۹

پڑھا، پڑھایا اور دین کی خدمت کی تو دنیا کا کوئی کام اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، یہ کام سب سے افضل ہے، اور اگر خدانخواستہ اخلاص کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو یہی دولت دنیا کی سب سے گھٹیا چیز ہوجائے گی۔[۱] یعنی ایک شخص حصولِ علم اور طلبِ علم میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہتا ہے تو اس عمل کا دوسرا کوئی عمل مقابلہ نہیں کرسکتا، اور اگر اخلاص کے بغیر پڑھتا ہے، اخلاص کے بغیر پڑھاتا ہے، تو یہ عمل اتنا گھٹیا ہوجاتا ہے کہ اس سے گھٹیا کوئی چیز نہیں ہوتی، اخلاص ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت آئے گی، مدد آئے گی، ہمت ملے گی، توفیق نصیب ہوگی، اخلاص نہیں تو کچھ نہیں، ڈگمگا جائے گا، حالات کا مقابلہ نہیں کرسکے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید نہیں ہوگی۔

اخلاص کے ساتھ محنت بھی شرط ہے

تو سب سے اہم چیز اخلاص ہے اور اس کے ساتھ دوسری چیز محنت، عربی کا مقولہ ہے کہ مَنْ طَلَبَ شَيْئاً وَجَدَّ وَجَدَ جو شخص کسی چیز کو طلب کرتا ہے اور اس کے لئے کوشش کرتا ہے تو پاتا ہے اور دوسرا جملہ ہے مَنْ قَرَعَ بَاباً وَلَجَّ وَلَجَ، جو کسی دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اور اصرار کرتا ہے، لگا رہتا ہے اس جذبے کے ساتھ کہ میں نہیں ٹلوں گا، داخل ہوکر ہی رہوں گا، تو ایسا شخص کسی نہ کسی وقت داخل ہو ہی جاتا ہے، مَنْ جَدَّ جو کوشش کرتا ہے وَجَدَ وہ پاتا ہے اور مَنْ لَجَّ جو دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اور اس سے چمٹا رہتا ہے وَلَجَ وہ کسی نہ کسی وقت داخل ہوجاتا ہے، تو ہمیں جَدَّ کا بھی فاعل بننا ہے اور لَجَّ کا بھی فاعل بننا ہے، خوب کوشش کرنی ہے، محنت کرنی ہے، اور بَابُ الْعِلْمِ سے چمٹ جانا ہے، کوئی چیز سمجھ میں نہ

---

[۱] کامیاب طالبِ علم، ص: ۳۰

آئے تو لگے ہی رہنا ہے، اُس عبارت کو کھٹکھٹاتے ہی رہنا ہے جب تک کہ وہ سمجھ میں نہ آئے، تو محنت کرنی ہے اور مشقت برداشت کرنی ہے، اب محنت میں سب کچھ آ گیا، کلاس میں وقت پر حاضری یہ بھی محنت میں آ گیا، محنت کی عادت ہوگی تو کلاس میں حاضر بھی رہے گا اور روزانہ وقت پر آئے گا۔

قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ، بہت بڑے قاری گزرے ہیں، شیخ القرّاء حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور آپ طلبہ قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایسا نہ سوچیں کہ وہ صرف اپنے علاقے کے بڑے قرّاء ہوں گے، نہیں، بلکہ یہ حضرات عالمی سطح پر مقبول تھے، ایک مرتبہ علماء اور قرّاء کے مجمع میں حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاوت کی تو عرب کے ایک بڑے عالم مُلّا رمضانی شامی بول اٹھے کہ یَا فَتْح مُحَمَّد اَنْتَ فَاتِحُ الْقُرَّاءِ اور جب آپ نے ﴿وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ﴾[1] کی تلاوت کی تو انہوں نے کہا کہ حرف ضاد کی سب حرفوں سے ممتاز اور صحیح تر ادائیگی آج پہلی دفعہ میں آپ ہی کی زبان سے سن رہا ہوں، آج تک میں نے حرف ضاد کی ایسی ادائیگی کسی سے نہیں سنی، یہ عرب کے ایک بہت بڑے عالم کی گواہی ہے۔

قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے، حضرت حکیم الاُمّت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی غالبًا بیعت

---

[1] ھود: ۳

تھے، آپ نے اپنے دل کی اصلاح کی فکر فرمائی تھی اس لئے آپ کی زندگی میں انکساری اور تواضع جیسے باطنی اخلاق بھی تھے، آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہی تو ایک حرف ہے جو مجھے مکمل طور پر صحیح اور کما حقہ ادا کرنا نہیں آتا۔[۱]

قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا درس میں حاضری کا بے مثال اہتمام

قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ زندگی بھر کا معمول اُن کا یہ رہا کہ ان کے یہاں سبق ہمیشہ مقرر کردہ اوقات سے آدھا گھنٹہ پہلے شروع ہوجاتا تھا یعنی خود بھی آدھا گھنٹہ پہلے آتے تھے اور طلبہ سے بھی وقت سے پہلے درسگاہ میں آنے کا مطالبہ کرتے تھے، تو آپ پڑھانا شروع کرتے تھے آدھا گھنٹہ پہلے اور فارغ ہوتے تھے وقت سے آدھے گھنٹے کے بعد، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آدھا گھنٹہ پہلے سبق شروع نہ ہوا ہو اور آدھے گھنٹے کے بعد تک سبق جاری نہ رہا ہو۔[۲] وقت سے پہلے آتے تھے اور پڑھانے کا مقررہ وقت پورا کا پورا درسگاہ میں خوب محنت کے ساتھ پڑھانے میں گزارتے، ایک منٹ کے لئے بھی غفلت گوارہ نہیں تھی، سبق سے غیر حاضری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ نے پوری زندگی میں کبھی بھی غیر حاضری نہیں کی حتّٰی کہ بیماری کے ایام میں بھی۔[۳]

---

[۱] تذکرۃ الشیخین، ص: ۶۹

[۲] تذکرۃ الشیخین، ص: ۳۰۷

[۳] تذکرۃ الشیخین، ص: ۱۴۴

معلّمین ومعلّمات کے لئے دعوتِ فکر

اُس زمانے میں flight (جہاز) direct (سیدھی) کراچی سے جدّہ جاتی تھی، آپ خیر المدارس ملتان میں مدرّس تھے، حج کے لئے کراچی سے جانا ہوتا، جاتے ہوئے یا آتے ہوئے کراچی میں کبھی نہیں رکتے تھے جیسا کہ اُس زمانے میں لوگوں کا معمول تھا، کہ آتے جاتے کراچی میں رُک گئے وہاں کے علماء، مشائخ، مدارس سے، اپنے شاگردوں سے، رشتہ داروں سے ملاقات کرلی، نہیں، آپ بالکل نہیں رکتے تھے تاکہ ایک دن کی بھی غیر حاضری نہ ہو، اور ملتان ایئرپورٹ اترنے کے بعد اگر سبق کا وقت ہوتا تو سیدھے درسگاہ میں پہنچ جاتے اور فوراً سبق شروع ہوجاتا اور اپنے اسباق سے فارغ ہوکر گھر جاتے، اسی طرح اگر روانگی کا وقت تعلیمی اوقات میں ہوتا تو گھر سے مدرسہ آتے، سبق پڑھاتے اور درسگاہ ہی سے سفر پر روانہ ہوتے۔[1]

تو جب کوئی شخص یہ طے کرلیتا ہے کہ مجھے حصولِ علم کے لئے محنت کرنی ہے ہر چیز پر قابو پالے گا، کلاس کی پابندی بھی آجائے گی، اب وہ اس کے لئے سب کچھ قربان کرے گا، ہر چیز کو آگے پیچھے کرسکے گا، اور وقت پر حاضر ہوکر توجہ سے سنے گا۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طلبِ علم کے لئے مشقت اور قربانی

عزیزو! اب تو تھوڑی بہت محنت رہ گئی ہے، مشقت اب کہاں ہے؟ مشقت تو ہمارے بڑوں نے اٹھائی، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد پہنچا حصولِ علم کے لئے، نفقہ ختم ہوگیا، پیسے نہیں تھے کہ کھانا خرید سکوں، میں نکلتا تھا اور نہر کے کنارے سے گری

---

[1] تذکرۃ الشیخین، ص: ۲۰۱/۱۲۶

پڑی سبزی اور پتّے لے کر آتا اور اُن کو کھا کر گزارہ کرتا، ایک دن شدید بھوک کی حالت میں نہر کا قصد کیا وہاں جب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دوسرے فقراء مجھ سے پہلے پہنچے ہوئے ہیں اور وہ چھینا جھپٹی کر رہے ہیں، میں نے ان کا خیال کیا اور وہاں سے واپس ہو گیا۔

طالبِ علمی میں ایثار کا جذبہ

دیکھو میرے عزیزو! طالبِ علم تھے مگر عمل کتنا اونچا تھا؟ ایثار کا کیسا جذبہ تھا؟ آپ کے دل نے گوارہ نہیں کیا کہ فقراء و مساکین اِن پتّوں سے اپنی حاجت پوری کرنا چاہتے ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤں، آپ نے ایثار سے کام لیا اور صبر کر کے وسطِ شہر آ گئے اور اِدھر اُدھر ڈھونڈنے لگے کہ کہیں کوئی گری ہوئی یا پھینکی ہوئی سبزی مل جائے جو کھانے کے کام آ سکے مگر کوئی چیز نہیں ملی، آپ فرماتے ہیں کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے بالکل نڈھال ہو گیا تو کسی طرح چلتے چلتے ریحانیین بازار میں واقع مسجدِ یاسین میں موت کو گلے لگانے کی نیت سے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان مسجد میں داخل ہوا، اس کے پاس تازہ روٹیاں اور بُھنا ہوا گوشت تھا، وہ ایک طرف بیٹھ گیا اور کھانے لگا، جب وہ روٹی اور بوٹی کا لقمہ اُٹھاتا تھا تو بھوک اتنی شدید تھی کہ اسے دیکھ کر قریب تھا کہ بے اختیاری میں میرا منہ کھل جاتا، میں نے اپنی اس حالت کو بھی نامناسب سمجھا اور اپنے آپ کو ملامت کی۔

طالبِ علمی میں زہد اور تعفّف

کھاتے کھاتے اس نوجوان کی نظر میرے اوپر پڑی تو اس نے کہا کہ آؤ بھائی! بسم اللہ کیجئے! میں نے انکار کیا، اس نے مجھے قسم دی، میرا نفس اندر سے زور کر رہا تھا کہ جلدی قبول کر

لینا چاہئے مگر میں نے نفس کو عجلت سے کام لینے سے روکا، اس نے دوسری مرتبہ مجھے قسم دی، تو میں نے قبول کر لیا اور تھوڑا کھا لیا، دیکھئے! شدید بھوک کے باوجود بھی نفس پر کنٹرول (control) کتنا تھا؟ اللہ اکبر! یہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طالبِ علمی کا زمانہ ہے، آج پوری امت ان کا نام لیتی ہے، اور جب ان کا نام کانوں میں پڑتا ہے تو دل عظمت سے لبریز ہو جاتا ہے، یہ میرے عزیزوں! انہی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

طالبِ علمی میں ہمدردی اور سخاوت

اس نوجوان نے پوچھا کہ بھائی کیا کرتے ہو؟ کہاں کہ رہنے والے ہو؟ اور نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں طالبِ علم ہوں اور جیلان سے آیا ہوں، اس نے کہا میں بھی جیلان ہی سے آیا ہوں اور جیلان کے ایک نوجوان کو تلاش کر رہا ہوں جس کا نام عبد القادر ہے، میں نے کہا کہ وہ تو میں ہی ہوں، سنتے ہی اس کا رنگ بدل گیا، اس نے کہا کہ بھائی! میں جیلان سے جب چلا تو تمہاری والدہ نے تمہارے لئے آٹھ دینار دیئے تھے، بغداد پہنچ کر میں تمہیں تلاش کرتا رہا، لیکن تم نہیں ملے، اس دوران میرے پیسے پورے ہو گئے، تین دن تک میں بھوکا رہا یہاں تک کہ میرے لئے مردار حلال ہو گیا، مجبور ہو کر تمہارے ہی پیسے سے یہ کھانا خریدا، اب آپ اطمینان سے کھائیں اس لئے کہ یہ کھانا آپ ہی کا ہے اور حقیقت میں میزبان تم ہو اور میں مہمان ہوں، میں معذرت چاہتا ہوں مگر کیا کرتا؟ مجبور تھا اس لئے آپ کی کچھ رقم سے یہ کھانا خریدنا پڑا، میں نے اس کو تسلی دیتے ہوئے بولنے سے روکا اور چونکہ اس کی حالت بھی بُری تھی اس لئے بچا ہوا کھانا اسی کو دے دیا اور اپنے پیسے سے کچھ خرچ کے لئے بھی دیا۔[1]

---

[1] ذیل طبقات الحنابلة لابن رجب الحنبلی، ص: ۲۵۰/۲۵۱

اللہ اکبر! یہ کیسے لوگ تھے؟ یہ حضرات فرشتوں سے بھی اعلیٰ تھے۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

حصولِ علم کی خاطر اپنی مرضی کو فنا کرو

اس طرح کی مشقت تو اب ہے نہیں، اب تو صرف محنت کرنی ہے اور حصولِ علم کی خاطر اپنی مرضی کو فنا کرنا ہے کہ مدرسے کا یہ قانون ہے تو اس کی پابندی کرنی ہے، اس اعتماد کے ساتھ کہ ہمارے جو بڑے ہیں، یعنی اساتذہ، منتظمین، مہتمم اور نگراں، یہ جب کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو ہماری علمی اور عملی ترقی کو ذہن میں رکھ کر کرتے ہیں، چاہے ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اور بھائی، منتظمین بھی تو جانتے ہیں کہ آپ ہمیشہ کے لئے بچے رہنے والے نہیں ہیں، اس وقت جو بھی کام آپ سے کروا رہے ہیں یہ کہہ کر کہ یہ کام علم یا عمل دونوں میں سے ایک کے لئے ضرور مفید ہے، اب اگر وہ دھوکہ دے رہے ہیں تو جب آپ بڑے ہو کر سوچیں گے تو اُس وقت وہ آپ کو کیا منہ دکھائیں گے، مگر جب بھی آپ بڑے ہوں گے اور مدرسے کے قوانین، پابندیاں اور نظام کے بارے میں سوچیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا ضمیر یہ کہے گا کہ بہت اچھا ہوا یہ نظام تھا ورنہ ہم آج پتا نہیں کہاں ہوتے۔

وقت کی پابندی اور دل و دماغ کے ساتھ حاضر رہنا

تو بھائی! محنت بہت ضروری ہے اور اس میں سب کچھ آ گیا، وقت کی پابندی بھی: پانچ منٹ، دس منٹ پہلے کلاس میں آنے کی عادت ڈالو، ذہن میں یہ بات بٹھا لو کہ آٹھ بجے کلاس ہے تو آٹھ بجے نہیں پہنچنا ہے، بلکہ ten to eight (آٹھ میں دس کم) کو پہنچنا ہے، تو

وقت سے پہلے درسگاہ میں آؤ اور آکر کتاب دیکھنا شروع کر دو، پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے نصرت آتی ہے یا نہیں۔

دوسری قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جن طلبہ کو درسگاہ میں جلدی پہنچنے کی عادت ہے انہیں شیطان باتوں میں لگا دیتا ہے، میرے عزیزو! وقت پر کلاس میں جسم کو بھی حاضر کرو اور دل ودماغ کو بھی حاضر رکھو، جسم تو کلاس میں ہے اور گفتگو ہے باہر کی، نہیں، کلاس میں استاذ موجود ہو یا نہ ہو، محنت اور توجہ کے ساتھ، کتاب پڑھنے میں لگے رہو۔

علمی استغناء سے پرہیز اور تکرار و مذاکرہ کی اہمیّت

اسباق کی تکرار اچھی طرح سے ہونی چاہئے، بڑوں کے یہاں اس کی بڑی اہمیّت تھی، ایک مرتبہ بڑے بڑے شیوخ اور ائمۂ فنون، حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں تفسیر پڑھائیں، یہ طالبِ علمی کے زمانے کا واقعہ نہیں ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ حضرات علوم وفنون کے ائمہ تھے، انہوں نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں تفسیر پڑھائیں، معلوم ہوا کہ ہمارے بڑوں کے یہاں استغناء نہیں تھا، تکبر نہیں تھا، وہ حضرات ہر وقت طلب میں رہتے تھے، استغناء اور تکبر علم سے محرومی کے اسباب ہیں، امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلمَ مُسْتَحيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ[1]

شرم کرنے والا اور تکبر کرنے والا علم حاصل نہیں کر سکے گا۔

---

[1] صحیح البخاری، باب الحیاء فی العلم

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے الٓمٓ سے درس شروع کیا اور حروف مقطعات پر بحث کی اور ان بڑے بڑے علماء کے سامنے اس موضوع پر ڈھائی گھنٹے کی تقریر فرمائی۔ جب درس ختم ہوا تو مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بھائی! علم تو اُس وقت محفوظ ہوتا ہے جب اُس کی تکرار ہو، حضرت نے جو باتیں فرمائی وہ بڑی قیمتی تھیں، لیکن اگر تکرار نہیں ہوگی تو ہم بھول جائیں گے، حضرت کے اُٹھ جانے کے بعد وہ سارے شیوخ بیٹھے اور آپس میں تکرار کی۔[۱] میرے عزیزو! مطالعہ بھی بہت اہم ہے اور تکرار بھی، مطالعہ یعنی آگے والے سبق کو دیکھنا یہ بھی بہت اہم اور ضروری کام ہے اور سبق ہو جانے کے بعد تکرار، یہ بھی بہت اہم اور ضروری کام ہے۔

عرض یہ کر رہا ہوں کہ محنت خوب کرنی ہے، اتنی کرنی ہے کہ آپ علم کو پی جائیں۔

ایک بادشاہ کو پوری ہدایہ یاد تھی

ایک بادشاہ گزرا ہے سلطان محمد تغلق، ابھی کچھ دن ہوئے ایک کتاب میں مُلتان کے حالات پڑھ رہا تھا، اُس میں لکھا تھا کہ بادشاہ سلطان محمد تغلق کو ہدایہ پوری از اوّل تا آخر، لفظ بلفظ یاد تھی، فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ پوری ازبر تھی۔[۲] صحابہ، تابعین، تبعِ تابعین، محدّثین وغیرہ کے کارنامے تو ہم سنتے ہی رہتے ہیں مگر یہاں ایک بادشاہ ہے کہ محنت کر کے پوری ہدایہ یاد کرلی تھی، آج ہم طالبِ علموں کو ایک صفحہ بھی یاد نہیں ہوتا۔

---

[۱] کامیاب طالبِ علم، ص: ۷۔۱۴ بحوالہ ماہنامہ الرشید لاہور دیوبند نمبر، ص: ۲۲۴

[۲] تذکرۃ الشیخین، ص: ۳۹

قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی حیرت انگیز محنت

حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو قصیدۂ شاطبیہ کے ساتھ فنِ تجوید وقراءت کے اور آٹھ قصیدوں کے چار ہزار کے قریب اشعار از بر تھے، اس طرح یاد تھا کہ کوئی اگر یہ کہتا کہ فلاں کتاب کا مثلاً پندرواں شعر ذرا سمجھا دیجئے، فلاں کتاب کا ایک سودسواں شعر ذرا سمجھا دیجئے تو فوراً شروع ہوجاتے، شعر کو پڑھ کر اس پر تقریر فرماتے اور ذرا بھی دقت نہ ہوتی۔ قراءتِ عشرہ مع طرق کے ایسی یاد تھیں کہ ترتیلاً، تدویراً اور حدراً ہر طرح ہر جگہ سے فرض میں یا نوافل میں یا مجلس میں کسی بھی وقت پڑھ سکتے تھے، نہ متشابہ کا اندیشہ ہوتا نہ پڑھتے ہوئے کسی جگہ تأمل ہوتا، بڑھاپے میں بھی یہی حالت رہی۔[۱]

قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ

اخلاص، حسنِ نیت، رجوع الی اللہ اور محنت کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حافظہ قوی کر دیا تھا، آپ کے بارے میں حضرت قاری طاہر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ ہمارے زمانے کے منکرینِ حدیث کے خلاف ایک حجت تھا، منکرینِ حدیث یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا کسی کا ایسا حافظہ ہوسکتا ہے کہ احادیث لکھے بغیر بھی یاد ہوجائیں اور پھر یاد رہیں؟ حضرت کا حافظہ ان کے لئے ایک چیلینج تھا، جس چیز کو ایک بار سن لیتے وہ یاد ہوجاتی۔[۲] پھر عام طور پر جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے حافظہ کمزور ہوتا جاتا ہے، اور ستّر کی دہائی میں یا اسّی کی دہائی میں تو بہت ہی کمزور ہوجاتا ہے مگر حضرت کا حافظہ اخیری عمر میں بھی اتنا قوی تھا کہ ایک

---

[۱] تذکرۃ الشیخین، ص: ۶۲

[۲] تذکرۃ الشیخین، ص: ۶۱

مرتبہ بڑھاپے میں ایک مجلس میں پورے قرآن کی ہر آیت کا پہلا کلمہ الحمد سے شروع کر کے اخیر تک بلا جھجک پڑھ گئے، آپ اس طرح پڑھ رہے تھے جیسے قرآن کی کسی سورت کی تلاوت کر رہے ہوں۔[1]

محنت میں سب کچھ آ گیا

جب کوئی محنت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہ برکات کے دروازے کھولتے ہیں، اصل میں یہ دولتیں ملتی ہیں اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے، اور کس کو ملتی ہیں؟ مَنْ جَدَّ وَجَدَ، مَنْ لَجَّ وَلَجَ، جو کوشش کرتا ہے، محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دیتے ہیں، اور محنت میں سب کچھ آ گیا، تقویٰ بھی آ گیا، استاذ کا ادب، طالبِ علموں کا ادب، درسگاہ کا ادب، کتابوں کا ادب، تکرار، مطالعہ، مدرسے کے قوانین کی پابندی، سب کچھ آ گیا۔

مدرسے کے قوانین کے بارے میں قاری صدیق باندوی رحمۃ اللہ علیہ کا قیمتی ملفوظ

مدرسے کے قوانین کی پابندی بھی بہت ضروری ہے، مثال کے طور پر مدرسے کا قانون ہے کہ گیارہ بجے رات کو سو جاؤ، اب ایک طالبِ علم حیلے بہانے کر کے گیارہ بجے استنجاء کے لئے جاتا ہے اور سوا گیارہ بجے نکلتا ہے، یہ قانون کی خلاف ورزی ہے، حضرت قاری صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مدرسے کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ کامیاب ہو ہی نہیں سکتا۔[2] حضرت کے اس ارشاد کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ یہ بھی تقوے کا حصہ ہے، بایں طور کہ طالبِ علم داخلے کے وقت قانون کی پابندی کا معاہدہ کرتا ہے

---

[1] تذکرۃ الشیخین، ص: ۴۹

[2] افاداتِ صدّیق، ص: ۲۸۳/۲۸۴

جس کا ایفاء ضروری ہے۔

اخلاص کے ساتھ محنت کر کے تو دیکھو

آج کی باتیں طلبہ، اساتذہ سب کے لئے یکساں مفید ہیں، اور طلبہ و اساتذہ کے علاوہ جو حضرات ہیں ان کے لئے بھی مفید ہیں اس لئے کہ ہر عمل میں اخلاص چاہئے، اور اس کے ساتھ محنت اور کوشش، بس اخلاص کے ساتھ محنت اور کوشش کر کے تو دیکھو، پھر دیکھو کہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں، اخلاص اور محنت کے ساتھ یہ سال بھی پورا کرنا ہے، اور پورا نصاب مکمل کرنا ہے، اور فارغ ہونے کے بعد بھی اخلاص اور محنت کے ساتھ زندگی گزارنی ہے، اگر ہم نے یہ کر لیا تو نہ صرف یہ کہ ہمیں فائدہ پہنچے گا بلکہ ہمارے ماں باپ کو، ہمارے رشتے داروں کو، بلکہ میرے عزیزو اور میری بیٹیو! پوری امت کو نفع پہنچے گا۔

گفتگو کا خلاصہ

اخلاصِ نیت چونکہ بنیادی چیز ہے، اس لئے دوبارہ عرض کر دوں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے اُن کاموں کو کرنے کے لئے جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور ان کاموں سے بچنے کے لئے جن سے وہ ناراض ہوتا ہے، ہم مدرسے میں اس لئے آئے ہیں کہ ہم معلوم کریں کہ وہ کیا چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اور جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اور معلوم کر لینے کے بعد ہم اس کے مطابق زندگی گزاریں، پھر ہم یہ باتیں دوسروں کو بھی بتلائیں کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے ناراض ہوتا ہے، ان چیزوں سے راضی ہوتا ہے، اور ان کو عمل پر بھی لائیں، اور یہ سب کچھ ہمیں اس لئے کرنا ہے تا کہ ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے، بس نیت میں یہ خلوص ہو اور ساتھ میں محنت ہو، نفس پر پورا control

(کنٹرول) ہو۔

نقصانِ عظیم

محنت چھوڑ کر اپنا نقصان مت کرو، یہ دوستیاں، اختلاط اور آپس میں ملنا جلنا محنت کے لئے بہت بڑی رکاوٹ ہے، اسی طرح چھٹیاں کرنا، گھر چلے جانا، کھیل کا شوق، فٹ بال اور کرکٹ کا شوق، یہ سب چیزیں نقصان دہ ہیں، دل ودماغ جتنے زیادہ علم میں مشغول رہیں اتنا اچھا ہے، سستی وغفلت سے اپنے آپ کو بچاؤ ورنہ نقصانِ عظیم ہوگا۔

لَوْ كَانَ هٰذَا الْعِلْمُ يَحْصُلُ بِالْمُنٰى
مَا كَانَ يَبْقٰى فِي الْبَرِيَّةِ جَاهِلُ
فَاجْهَدْ وَلَا تَكْسَلْ وَلَا تَكُ غَافِلًا
فَنَدَامَةُ الْعُقْبٰى لِمَنْ يَتَكَاسَلُ

اگر یہ علم بلا محنت صرف امیدیں باندھنے سے حاصل ہو جاتا، تو اس روئے زمین پر کوئی بھی بے علم نہ رہتا، (لیکن چونکہ نری امید سے کام نہیں چلتا اس لئے) کوشش ومحنت کر، سستی سے دور رہ اور غفلت سے باز آ، اس لئے کہ جو سستی کا برتاؤ کرتا ہے اس کے حصے میں مستقبل اور انجام کی ندامت آتی ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ شانہ آپ حضرات کو، مجھے، ہمارے سب متعلقین کو، دنیا کے تمام علماء کو، طلبہ کو، دینی کاموں سے تعلق رکھنے والوں کو خدمتِ دین میں لگائے رکھیں اور اس سے کبھی فارغ نہ

کریں، ہماری روح اس حال میں نکلے کہ ہم خلوص کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے ہوں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرح، روح ہماری اس حال میں نکلے کہ اسی مشغلے میں ہم مشغول ہوں اور اللہ تعالیٰ بہت خوشی کے ساتھ ہمیں اپنے پاس بلائیں، اسی پہ جینا ہو اور اسی پہ مرنا ہو، اللہ تعالیٰ اسی کو ہمارا اوڑھنا بچھونا بنا دے، اسی پر اللہ تعالیٰ ہمیں زندہ رکھیں، اسی پر اللہ تعالیٰ ہمیں موت عطا فرمائیں، اللہ تعالیٰ اِس آنے والے سال کو اور آگے کے سالوں کو آپ سب کے لئے، ہم سب کے لئے بہت مبارک بنائیں، اللہ تعالیٰ ہم سے محنت کرائیں، پوری امت کے لئے ہمیں مفید بنائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں، اپنے والدین اور اساتذہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں، ان کے لئے ہمیں صدقۂ جاریہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ شیطان اور نفس کے مکر سے ہماری پوری پوری حفاظت فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

ایک مخلص باپ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

حضرت حافظ ابراہیم دھورات صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے بیٹے حضرت مولانا محمد سلیم صاحب دامت برکاتہم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: بیٹا! تم مجھ سے وعدہ کرو کہ عالم بننے کے بعد کسی اور چیز کی طرف توجہ نہیں کروگے، اور دین کے کام کو اپنا مقصدِ حیات بنا کر اسی میں لگے رہوگے! دین کی خدمت، دین کی فکر، امت کی فکر اور امت کی خیر خواہی کو اپنا مشغلہ بنائے رکھوگے...... میں اللہ پر اعتماد کر کے کہہ رہا ہوں، جو شخص محنت سے علم حاصل کرتا ہے اور علم حاصل کرنے کے بعد تقوے والی زندگی اختیار کر کے دین کی خدمت کو اپنا مقصد بناتا ہے، تو ممکن ہے کہ ظاہر میں اس کے پاس کچھ نہ ہو مگر حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے ضرورت کی ساری چیزیں مہیا فرما کر اس کی تمام ضرورتیں پوری فرماتے ہیں۔ (مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی خدمت میں)

ماٰخذ ومراجع

شمار	کتاب	مصنف/مرتب	ناشر
١	مرقاة المفاتيح	العلّامة ملّا على القارى	دار الكتب العلمية، بيروت
٢	انعام الباری	مفتی محمد تقی عثمانی	مکتبۃ الحراء، کراچی
٣	ذيل طبقات الحنابلة	العلّامة ابن رجب الحنبلى	دار الكتب العلمية، بيروت
٤	تذکرۃ الشیخین: حضرت قاری محمد اور قاری رحیم بخش صاحب	مولانا محمد اسحق ملتانی	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان
٥	افاداتِ صدّیق	مولانا محمد زید مظاہری ندوی	افاداتِ اشرفیہ، ہتورا، باندہ
٦	کامیاب طالبِ علم	مولانا روح اللہ نقشبندی	دارالہدیٰ، کراچی

انگریزی مطبوعات English Publications

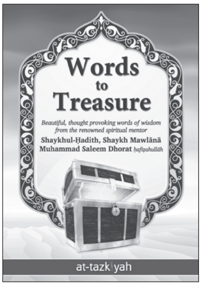

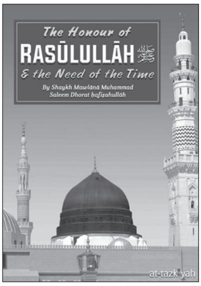

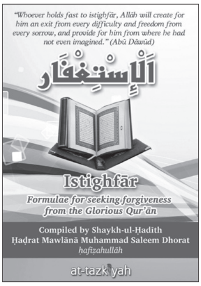

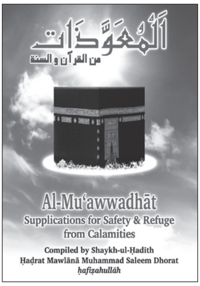

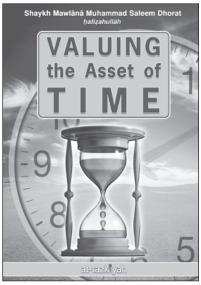

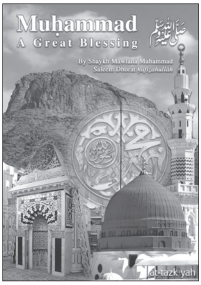

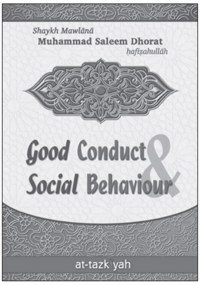

اردو مواعظ

حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

متاعِ وقت کی قدر	اپنی پسندیدہ اپنے بھائی کے لئے (زیر طبع)
طالبِ علم کے مقاصد	حادثات سے بچنے کا راستہ (زیر طبع)
آدابِ حدیث	زلزلہ کیوں؟ (زیر طبع)
عالمِ ربّانی کسے کہتے ہیں	صالحین کے آخری لمحات (زیر طبع)
فضلاء کی خدمت میں	نعمتِ اعتکاف کی قدر (زیر طبع)
مہمانانِ رسول ﷺ کے والدین کی خدمت میں	دینی مدارس: دین کے قلعے (زیر طبع)
حسنِ ادب اور حسنِ معاشرت	بد نظری کے مہلک اثرات (زیر طبع)
محمد ﷺ : ایک عظیم نعمت	علماءِ کرام کی عظمت (زیر طبع)
ناموسِ رسالت ﷺ اور وقت کی ضرورت	چھ صفات اور دین کے پانچ شعبے (زیر طبع)
دین کے لئے علماء کی قربانیاں	علم کے ساتھ عمل بھی بہت ضروری ہے (زیر طبع)
علماء کا آپس کا احترام	حصولِ علم میں رکاوٹیں (زیر طبع)
دین کی خدمت اور دعوت و تبلیغ کے مختلف طریقے	علماء کے لئے قیمتی تحفہ (زیر طبع)
اصلاح کا آسان نسخہ	تصوف اور سلوک کا بہترین خلاصہ (زیر طبع)
اللہ تعالٰی کی محبت کا آسان نسخہ (زیر طبع)	تزکیہ اور اصلاح کی انوکھی تشریح (زیر طبع)
عورت کا اصلی کمال (زیر طبع)	تواضع اور شکر (زیر طبع)
قرآن: ایک عظیم الشان معجزہ (زیر طبع)	مدرّسین کو مختصر مگر جامع نصیحتیں (زیر طبع)
حقیقی شکر (زیر طبع)	مجلسِ اجازتِ حدیث (زیر طبع)

at-tazkiyah

PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK
e-mail: publications@at-tazkiyah.com
www.at-tazkiyah.com